☆۔نجات کا ضامن۔☆

(۲۰)

تزکیہ اور تقویٰ
کا
حقیقی تصور

ابو عبداللہ

(ہمارا عزم)

☆سچائی کی پیروی☆

(WWW.KHIDMAT-ISLAM.COM)

(Email:KHIDMAT777@GMAIL.COM)

بسم اللہ،الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ

دنیا و آخرت کی حقیقی فلاح کیلئے وہ بنیادی ''صفت'' جس کا انسان سے بطورِ ہدف، گول یا ٹارگٹ تقاضا کیا گیا ہے وہ **تقویٰ** ہے۔اگر پوچھا جائے کہ وہ کون سا ایک لفظ ہے جو پورے مقصدِ حیات کو بیان کر دیتا ہے تو اس لفظ کا نام بھی تقویٰ ہی ہے۔تقویٰ کیا ہے؟اور یہ کیسے نصیب ہوتا ہے؟

تزکیہ: تقویٰ سے قبل تزکیہ نفس کو سمجھنا ضروری ہے، کیونکہ تزکیہ کے بغیر تقویٰ نصیب نہیں ہوسکتا۔تقویٰ کے مقام کو پانے کیلئے **پہلی بنیادی شرط تزکیہ** ہے۔ان دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ''تزکیہ سوچ کی تبدیلی'' جبکہ ''تقویٰ عمل کی تبدیلی'' کا نام۔جیسی سوچ ہوگی ویسا ہی عمل ہوگا۔اسلئے پہلے سوچ کو پاک کرنا ہوگا، پھر بہتر عمل کی نوبت آئے گی۔ **نفس** سے مراد انسان کا باطن، اسکی سوچ، اسکی کیفیت اور اسکی حالت ہے۔اسی سے انسان کی فطرت بنتی ہے۔نفس اور شیطان باہم مل کر اپنا کام کرتے ہیں۔شیطان کی زمین نفس ہے، جسے وہ انسان کی بربادی کیلئے استعمال کرتا ہے۔چونکہ نفس کا تعلق خواہشات کے ساتھ ہے،اسلئے عموماً:شہوات، اخلاقِ رذیلہ،مکروفریب اور غیظ وغضب کا منبع ''نفس'' ہی بنتا ہے،مگر یہ کہ اسکا تزکیہ (یعنی اسکی اصلاح کرلی جائے،اسے پاکیزہ) کرلیا جائے۔

اسی لئے پروردگار نے سات قسمیں کھا کر (جو اکٹھی اتنی زیادہ قسمیں کھانے کا پورے قرآن میں واحد مقام ہے) انسان سے نفس کی اصلاح کا انتہائی زوردار تقاضا کیا ہے۔اس ضمن میں انسان کو انتہائی سخت انداز سے تنبیہ کردی گئی ہے، کہ جو اپنے نفس کا تزکیہ کرنے میں ناکام ہوگیا، وہ ہلاک اور برباد ہوگیا،ارشاد ہوا:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا o وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا o﴾ (الشّمس:91:7-10)

''تحقیق فلاح پا گیا وہ جس نے اس نفس کو پاک کرلیا اور نامراد ہوگیا وہ جس نے اسکو آلودہ کیا۔''

تزکیہ کا مطلب ہے اپنی سوچ، اپنے نفس کی اصلاح وتربیت کرنا۔باطن کو پاکیزہ کرنا، اسے پاک صاف کرنا، پسندیدہ چیزوں سے مرصع وآراستہ کرنا اور ناپسندیدہ وممنوع باتوں جیسے (شرک سمیت دیگر رذائل: دنیا پرستی، حرص ولالچ، بددیانتی، ظلم، حسد، غیبت، بے حیائی، تکبر....) سے بچانا۔تزکیہ کا مرکز ومحور ہمارا نفس اور قلب وذہن ہے۔جبکہ تزکیہ کا حاصل یعنی (Out put) اچھا کردار اور عمل

یعنی ''تقویٰ'' ہے۔اس بنیادی معلومات کے بعد اب ہم تقویٰ کے متعلق آگاہی حاصل کرتے ہیں۔

تقویٰ: تقویٰ کی صفت جس میں پائی جائے اسے متقی کہا جاتا ہے۔تقویٰ کی منزل کو پائے بغیر نہ دنیا میں عافیت نصیب ہوسکتی ہے نہ آخرت میں۔یہی عظیم سعادت انسان کو ''ولی اللہ'' کے درجے پر فائز کرتی ہے۔وہ چیز جسے اختیار کرنے کے بعد ناکامی کے خوف سے آزادی مل جاتی ہے وہ تقویٰ ہی ہے۔اسلئے اسے اولین ترجیح پر سمجھنا،اور زندگی میں لانا ناگزیر ہے۔

لغوی معنی: امام راغب اصفہانیؒ لکھتے ہیں: ''نفس کو ہر اس چیز سے بچانا جس سے اسکو اندیشہ ہو۔''
تقویٰ کہلاتا ہے۔

شرعی اصطلاح میں: علامہ راغبؒ کے نزدیک:

''گناہ گار کرنے والی چیز سے نفس کو بچانا اور یہ ممنوعہ باتوں کو چھوڑنے سے ہے اور اسکی تکمیل بعض جائز چیزوں کو ترک کرنے سے ہوتی ہے۔''

علامہ قرطبیؒ نقل کرتے ہیں: حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت ابی ابن کعبؓ سے تقویٰ کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا:

''کیا آپ کبھی خاردار راستے پر چلے ہیں؟ جواب دیا ہاں،تو آپ نے کیا کیا؟ جواب دیا میں آستین چڑھا لیتا ہوں اور محتاط ہو جاتا ہوں،فرمایا: سو یہی تقویٰ ہے۔''(تفسیر قرطبی:1/161-162)

پس اللہ کی نافرمانی و ناراضگی سے بچنا یعنی خود کو محفوظ رکھنا،اپنا بچاؤ کرنا یا ڈرنا تقویٰ کہلاتا ہے۔ہر وہ کام جس پر گناہ کا اطلاق ہوتا ہو اس سے بچنا تقویٰ ہے۔چوبیس گھنٹے کی زندگی گزارتے ہوئے ہر قدم پر اللہ کی ناراضگی کا ڈر ملحوظ رکھنا تقویٰ ہے۔یعنی جن چیزوں سے رب نے منع فرمایا ہے،ان سے اجتناب کرنا اور جن کا حکم دیا ہے ان پر جم جانا۔نفس کے بُرے میلانات اور شہوات اور بے حیائی سے ہر ممکن بچنا تقویٰ ہے۔جن چیزوں سے ہمارے مہربان رب نے بچنے کا حکم دیا ہے وہ ہمارے لئے نقصان دہ ہیں۔نقصان اور تکلیف دِہ چیزوں سے بچنے کی قوت ہماری فطرت میں ودیعت ہے۔

دنیا کے حوالے سے: تو ہم سب بہت متقی: ہم جلتی آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتے،سانپ سے بچتے ہیں ،اسی طرح ہر نقصان دِہ چیز سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔دنیا کا فائدہ اور نقصان نقد ہے۔اللہ تعالیٰ

کے احکامات پرعمل پیرانہ ہونے کا نتیجہ بھی آگ کی صورت میں نکلنے والا ہے لیکن اس آگ کو ہماری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں، اس لئے ہم اس سے غافل رہتے ہیں۔

اہل ایمان کوتقویٰ کی تلقین: اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کوتقویٰ کی یوں تلقین کی:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ o﴾ (آل عمران:3: آیت:102)

''اے اہل ایمان اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس طرح تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے اور تمھیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو۔''

تقویٰ کی ضرورت: تین وجوہات کی بنا پر ہے:

(۱)۔اللہ کی ناراضگی سے بچنے، (۲)۔دنیاوی سکون وعافیت کیلئے (۳)۔دوزخ کی آگ اور جنت کی ابدی نعمتوں کی محرومی سے بچنے کیلئے

حقیقی تقویٰ کے ثمرات

حقیقی طور پر تقویٰ کو پانا بہت مشکل کام ہے۔تاہم اگر اسے واقعتاً پالیا جائے تو دنیا وآخرت بن جائے۔حقیقتاً تقویٰ پر آجانے سے دنیا وآخرت میں عظیم ثمرات نصیب ہوں گے،جن میں سے چند ملاحظہ کریں:

دنیاوی زندگی پر تقویٰ کے ثمرات

(۱)۔رب کے ہاں عزت: پروردگار نے فرمایا:

﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ o﴾ (الحجرات:13)

''یقیناً اللہ کے نزدیک قابل عزت وہ ہے جو زیادہ متقی ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔''

دنیا جو کہ بہت حقیر ہے اسکے نزدیک انسان کی عزت کا معیار اسکا حسب نسب، حُسن، دولت، عہدہ وقابلیت وغیرہ ہے۔لیکن اللہ جو ساری کائنات کا خالق ہے، اسکے ہاں شرف وعزت کا معیار ان سب چیزوں میں سے کوئی بھی نہیں بلکہ 'تقویٰ' ہے۔تو پھر ایسی عظیم خوبی کے حصول کی ہر ممکن کوشش کیوں نہ کی جائے؟

(۲)۔اللہ کا ساتھ۔سبحان اللہ

﴿ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ o﴾ (البقرہ:194)

''اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے۔''

سبحان اللہ! گر اللہ کا ساتھ نصیب ہو گیا تو اور کیا چاہیے.....؟

(۳)۔ولی اللہ کا مقام:

﴿اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ o الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ كَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ o﴾ (یونس: آیت:63-62)

'' آگاہ ہو جاؤ اولیاء اللہ کو نہ کسی قسم کا خوف ہو گا نہ غم، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا۔''

یعنی اولیاء اللہ بننے کیلئے ایمان کے ساتھ تقویٰ کی ضرورت ہے۔

(4)۔ہر کام میں آسانی:

﴿ وَمَنۡ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّهٗ مِنۡ اَمۡرِهٖ يُسۡرًا o﴾ (الطلاق:4)

''اور جو کوئی بھی اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا، اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا کر دے گا۔''

سبحان اللہ! تقویٰ کے ساتھ آخرت تو بنے گی ہی، ساتھ ہی ساتھ اللہ دنیا کے کاموں میں بھی سہولت و آسانی کی راہ پیدا کر دیں گے۔

(5)۔ہر چیز میں کفایت:

﴿وَمَنۡ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا o وَّيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ﴾ (الطلاق:65:2-3)

''اور جو کوئی بھی اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا وہ اسکے لئے (ہر چیز سے) نکلنے کی راہ پیدا کر دے گا۔اور اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسکا وہم و گمان بھی نہ ہو۔اور جو اللہ پر توکل اختیار کرے گا تو وہ اس کو کافی ہو جائے گا۔''

تقویٰ پر آنے، اس پر شوق و رغبت کیلئے تو یہ ایک آیت ہی کافی ہے۔اس پر جتنا غور کیا جائے کم ہے۔حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سامنے اس آیت کی

تلاوت کی پھر فرمایا: اگر تمام لوگ صرف اسے ہی لے لیں تو کافی ہو جائے۔

(مسند احمد بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

امید ہے مذکورہ بالا عظیم ثمرات کی بنا پر آپ کے اندر تقویٰ پر آنے کا بے حد شوق و جذبہ پیدا ہو چکا ہوگا۔

اخروی زندگی میں تقویٰ کے ثمرات

گناہوں کی معافی اور اجر عظیم: پروردگار نے اہل تقویٰ کی بابت خوشخبری دی:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝ ﴾ (الطلاق:5)

''اور جو اللہ سے ڈرے گا، وہ اس سے گناہ دور کر دے گا اور اسے اجر عظیم بخشے گا۔''

خوف وحزن سے آزادی: حقیقی اہل تقویٰ کو خوف وحزن سے نجات کی نوید سنائی گئی ہے:

﴿فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝﴾

(اعراف:7 :آیت:35)

''تو جس شخص نے تقویٰ اختیار کیا اور اپنی اصلاح کر لی تو اس پر نہ ہوگا کوئی خوف اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

جنت کی عظیم نعمتیں:

﴿لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝﴾ (آل عمران:198)

''لیکن وہ لوگ جنہوں نے اپنے پروردگار کا تقویٰ اختیار کیا، ان کے لئے باغات ہیں جن کے دامن میں نہریں بہہ رہی ہیں، ان میں رہیں گے وہ ہمیشہ ہمیش۔ یہ اللہ کے ہاں انکی مہمانی ہے، اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ نیکوکاروں کیلئے بہت بہتر ہے۔''

کیا ہمیشہ کی زندگی میں یہ عظیم بہاریں ہمیں نہیں چاہئیں.....؟

حقیقی تقویٰ سے مراد

تقویٰ کا دعوی کرنا تو بہت آسان ہے۔ لیکن اسے حقیقی طور پر پانا بہت مشکل کام ہے۔ تقویٰ کو پانے کیلئے تزکیہ کی ضرورت ہے اور حقیقی تزکیہ تک رسائی کی راہ قرآن ہے۔ نبی کریم ﷺ کا آلہ تزکیہ بھی

قرآن تھا، جیسا کہ پروردگار نے واضح کیا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ o﴾ (آل عمران:164:3)

''یقیناً اللہ نے احسان کیا اہل ایمان پر کہ انہیں میں سے ان میں اپنا رسول مبعوث فرما دیا جو انہیں آیات پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب کی تعلیم اور حکمت سکھاتا ہے۔ اور اس سے قبل یہ سب کھلی گمراہی میں تھے۔''

یہاں یہ حقیقت دوٹوک الفاظ میں بالکل واضح کر دی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو مبعوث کر کے اللہ نے یہ احسان عظیم اسلئے کیا ہے کہ <u>قرآن کی آیات، انکی تعلیم اور اسکی حکمت کے ذریعے لوگوں کا تزکیہ</u> کیا جائے۔ یعنی صحابہؓ جیسے عظیم لوگوں کو بھی حقیقی تزکیہ پر آنے کیلئے قرآن حکیم سے آگہی اور اس پر عمل پیرا ہونے کی حاجت ہے، تو پھر ہم قرآن کے بغیر کیسے حقیقی تزکئے اور تقوے کو پا سکتے ہیں؟

<u>تزکیہ وتقویٰ کا عمومی تصور:</u> قرآنی تعلیمات سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے اکثریت تزکیہ وتقویٰ کے حقیقی تصور سے بہت دور بے جا خوش فہمیوں میں مبتلا ہے۔

توحید و رسالت سمیت دیگر فرائض و واجبات اور حلال وحرام پر مبنی حدود کی بجائے صرف چند ظواہر، لباس، تسبیح، ٹوپی، ختم، ذکر اذکار اور خود ساختہ دینی رسوم (بدعات)..... کو ہی سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ ہماری مثال یہ ہے کہ مچھر چھانتے ہیں، لیکن سمودے (یعنی پورے کے پورے) اونٹ نگل جاتے ہیں۔

<u>نوٹ:</u> مستحبات کی فضیلت سے انکار نہیں، لیکن حدود کی پاسداری کی پروا نہ کر کے استحباب کی ترجیح کام نہ آئے گی۔

قرآن حکیم کی رُو سے درج ذیل صفات حقیقی تزکیہ وتقویٰ کی عکاسی کرتی ہیں:

(۱)۔ اخروی محاسبہ کا ہمہ تن خوف ہونا۔

(۲)۔ توحید سے شدید محبت اور شرک سے شدید نفرت ہونا۔

(۳)۔ رسالت پر کاربند رہنا اور آبا پرستی سے بچنا۔ سنت کو اپنانا اور بدعات سے بچنا۔

(۴)۔گناہوں سے چھٹکارہ اور اعمال صالحہ سے زندگی مزین ہوجانا۔ برائیوں کا ارتکاب تو دور کی بات ہے حقیقی اہل ایمان متقین تو برائی کے خیال سے ہی لرز اٹھتے ہیں، جیسا کہ پروردگار نے فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّہُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ تَذَکَّرُوۡا فَاِذَا ہُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ o وَ اِخۡوَانُہُمۡ یَمُدُّوۡنَہُمۡ فِی الۡغَیِّ ثُمَّ لَا یُقۡصِرُوۡنَ o﴾ (اعراف:7:201-202)

''یقیناً وہ لوگ جو تقویٰ پر ہیں، جب چھوتا ہے انہیں کوئی خیال شیطان کی طرف سے تو وہ اللہ کی یاد کرنے لگتے ہیں، تو فوراً ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ (اسکے برعکس) جو شیطانوں کے بھائی ہیں، کھینچ لے جاتے ہیں شیطان انہیں گمراہی میں پھر (انہیں گمراہ کرنے میں) وہ کوتاہی نہیں کرتے، پس وہ باز نہیں آتے۔''

اس آیت کریمہ کے آئینے میں ہمیں بھی اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔؟

(۵)۔شہوات نفس بالخصوص فتنہ نساء اور مال پر قابو کی توفیق نصیب ہوجانا۔

(۶)۔دینی ترجیحات قرآن وسنت کے مطابق استوار ہونا نہ کہ مسالک اور فرقوں کے مطابق۔

(۷)۔من پسند جزوی دین کی بجائے پورا دین: بشمول حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پاسداری کرنا۔

تزکیہ وتقویٰ کا حصول کیسے؟

درج ذیل باتوں کو ملحوظ رکھنے سے ان شاء اللہ حقیقی تزکیہ وتقویٰ کی عظیم دولت نصیب ہوجائے گی۔

(۱)۔اخلاص/حسن نیت پیدا کریں، (۲)۔مقصد حیات کو پہچانیں، (۳)۔جہاں ہمیشہ رہنا ہے اسکی فکر پیدا کریں۔ آخرت کو دنیا پر ترجیح دیں۔ دنیا کے عارضی ہونے اور مٹ جانے کا تصور پختہ کریں، (۴)۔اچھی صحبت کا بھرپور اہتمام اور بُری صحبت سے ہر ممکن اجتناب کریں، (۵)۔قرآن مجید پر تفکر و تدبر کو زندگی کا حصہ بنائیں۔

تزکیہ وتقویٰ کے متعلق عظیم معلومات کے حصول پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے، شوق وجذبہ سے تزکیہ وتطہیر کے بعد زندگی جلد از جلد حقیقی تقویٰ پر لانے اور یہ معلومات دوسروں تک پہنچانے کی بھرپور جدوجہد کریں۔ اللہ ہماری اصلاح فرمائے۔ (آمین)

سچی سُچی رہنمائی(Pure Guidance)

پمفلٹ(Pamphlets)

عام لوگوں کیلئے اہم موضوعات پر ضخیم تحاریر کی بجائے پمفلٹ کی شکل میں زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر

1	ہماری حقیقت (نفس اور روح)	2	دین کی اصل
3	ایمان کی مختلف حالتیں	4	ہدایت پر ضروری معلومات
5	اصل اور جواز	6	تطبیق: ہدایت کیلئے ناگزیر
7	قرآن سے رہنمائی پر ایک بڑی غلط فہمی	8	قرآن فہمی کی اہمیت
9	جزوی اسلام کا نتیجہ	10	توبہ اور بخشش کا قرآنی ضابطہ
11	قتلِ ناحق (ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ)	12	قلب کی حالتیں
13	اخروی زندگی کی جھلک	14	ابدی زندگی کی حسرتیں
15	فریضہ دعوت و اصلاح	16	جہاد (زیرِ تحریر)
17	انفاق فی سبیل اللہ	18	زندگی کیا ہے؟
19	موت کو دریافت کرنا	20	تزکیہ وتقویٰ
21	سکون کے ذرائع	22	نظروں سے اوجھل بے عدلی کی شکلیں
23	خضاب کی شرعی حیثیت	24	اختلاط: نوجوان نسل کیلئے بڑی آزمائش
25	ابلیس انتہائی مکار دشمن	26	

﴿ آئیں دنیا وآخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں ﴾

نوٹ: دیانتداری سے کوشش تو پوری کی گئی ہے کہ سچائی کو واضح کیا جائے۔لیکن انسانی کاوش خطا سے پاک نہیں۔اسلئے جو بھی کوئی خطا ہوئی ہوگی تو وہ دانستہ نہیں، بلکہ سہواً ہوئی ہوگی۔لہٰذا اگر کہیں کوئی کمی بیشی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں۔ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔